بحث ونظر

مرابحہ
غیرسودی بینک کاری کی اہم بنیاد

مولانا سید حسنین احمد ندوی

عالمی معیشت پر یہود کی اجارہ داری نے سود کو نہ صرف زندگی کے ہر شعبہ میں داخل کردیا ہے بلکہ اقتصادی سرگرمیوں کی ترتیب وتنظیم اس طرح کی ہے کہ وہ لوگوں کے لیے ایک ناگزیر ضرورت بن گیا ہے، بینک، انشورنس، اسٹاک اکسچینج وغیرہ ایسے ادارے ہیں جنھیں ملک وقوم کی معیشت میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت حاصل ہے۔ اس کے بغیر اقتصادی سرگرمیوں کا تصور ہی نہیں کیا جا سکتا لیکن یہ سب نہ صرف سود سے آلودہ ہے بلکہ ان کا خمیر ہی سود سے اٹھا ہے۔ آپ مشرق میں ہوں یا مغرب میں کسی ایسے ملک میں ہوں جہاں الحاد لادینی اور مادیت کا دور دورہ ہو یا ایسی جگہ جہاں اسلام، کتاب وسنت اور شریعتِ محمدی جیسے الفاظ کی گونج سنائی دیتی ہو سود سے اپنا دامن نہیں بچا سکتے۔

اسلام میں سود کی حرمت پر جو سخت ترین وعیدیں آئی ہیں اس نے بہت سے لوگوں کو اس کا بدل تلاش کرنے پر مجبور کیا۔ اس کے لیے مختلف جگہوں پر اجتماعی اور انفرادی کوششیں بھی ہوئیں لیکن معاملہ امکانی جائزوں، تجویزوں اور قراردادوں کی بھول بھلیوں میں گم ہوتا رہا جس کی بڑی وجہ اس پروپیگنڈہ کا اثر تھا کہ غیر سودی بینکوں کا قیام سودی بینکوں کی موجودگی میں ناممکن ہے۔ پھر بھی اللہ تعالیٰ کے کچھ نیک بندوں نے اپنی جدوجہد جاری رکھی اور بالآخر ۱۹۶۲ء میں جرمنی کے تعاون سے مصر کے شہر میت غمر میں پہلے غیر سودی بینک کے قیام میں انھیں کامیابی حاصل ہوئی۔ اس کامیاب تجربہ کی بنیاد پر ۱۹۷۹ء میں "دبئی اسلامی بینک" کا قیام عمل میں آیا جس کی اعلیٰ خدمات، صاف ستھرا انتظام اور خدمتِ خلق کے جذبہ کی وجہ سے بہت جلد اس نے بینکوں کی دنیا میں اپنا الگ مقام بنالیا۔ اس کی افادیت اور کامیابی کو دیکھتے ہوئے دیگر مقامات پر بھی اس طرح کے بینک قائم کیے گئے۔

چنانچہ اب تک دنیا کے مختلف ممالک میں ۷۰ سے زیادہ ایسے بینک قائم ہو چکے ہیں جو غیر سودی بنیادوں پر کامیابی کے ساتھ اقتصادی سرگرمیوں میں اپنا رول ادا کر رہے ہیں۔

ان بینکوں نے سرمایہ کاری کے فروغ اور دیگر اقتصادی سرگرمیوں کی انجام دہی کے لیے جن شرعی بنیادوں پر اپنا نظام استوار کیا ہے اس میں "مرابحہ" کو غیر معمولی اہمیت حاصل ہے۔

مرابحہ بیع کی ایک قسم ہے فقہاء نے اس کی حسب ذیل تعریفیں کی ہیں:

نقل ما ملکه بالعقد الاول بالثمن الاول [۱]	یہ کسی چیز کو اس کی قیمت خرید پر منافع کے اضافہ کے ساتھ فروخت کرنا ہے۔
المرابحة بمثل الثمن الاول وزيادة ربح [۲]	مرابحہ نام ہے کسی چیز کی پہلی قیمت پر منافع کی زیادتی کا۔
المرابحة مصدر رابح و شرعاً بيع ما ملكه بما قام عليه وبفضل مؤنه [۳]	المرابحہ رابح کا مصدر ہے۔ شریعت میں اس سے مراد کسی چیز کو اس کی اصل لاگت پر منافع کے اضافہ کے ساتھ فروخت کرنا ہے۔
انه بيع بمثل الثمن الاول مع زيادة الربح [۴]	مرابحہ ایسی بیع ہے جس میں کسی چیز کو اس کی پہلی قیمت پر نفع کے اضافہ کے ساتھ فروخت کیا جائے۔

قرآن سے ثبوت:

وَآخَرُونَ يَضْرِبُونَ فِي الْأَرْضِ يَبْتَغُونَ مِنْ فَضْلِ اللَّهِ (المزمل: ۲۰)	اور بعض خدا کے فضل کی تلاش میں سفر کرتے ہیں۔
لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَبْتَغُوا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ (البقرہ: ۱۹۸)	تمہیں اس کا کچھ گناہ نہیں کہ تم اپنے پروردگار سے روزی طلب کرو۔
أَحَلَّ اللَّهُ الْبَيْعَ (البقرہ: ۲۷۵)	اللہ نے بیع کو حلال کیا ہے۔
إِلَّا أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ (النساء: ۲۹)	اگر آپس کی رضامندی سے تجارت کا لین دین ہو (اور اس سے مالی فائدہ ہو تو جائز ہے۔)

مرابحہ اللہ کا فضل ہے جو انسان کو اس کی کوششوں اور جد وجہد کے نتیجہ میں حاصل ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ آیت میں لفظ بیع عام ہے جو بیع کی ان تمام صورتوں پر صادق آتا ہے جنھیں شریعت نے ممنوع قرار نہ دیا ہو۔

حدیث سے ثبوت:

اذا اختلف الجنسان	جب اجناس مختلف ہوں تو پھر جیسے
فبیعوا کیف شئتم ؎	چاہو بیچو۔

مرابحہ میں بھی مختلف اجناس کی تبدیلی ہوتی ہے اس لیے یہ جائز ہوگا۔

علامہ ابن ہمام نے شرح ہدایہ میں "مرابحہ" اور تولیہ" کے ضمن میں اس بات کی صراحت کردی ہے کہ اس کے جواز کے لیے الگ سے کسی دلیل کی ضرورت نہیں۔ اس لیے کہ یہ بیع کی ایک قسم ہے اور بیع کا جواز قطعی دلائل سے ثابت ہے۔

ولا یخفی انه لایحتاج	مرابحہ کے جواز کے لیے الگ سے کسی
الی دلیل خاص لجوازها، بعد	دلیل کی ضرورت نہیں ہے کہ اس لیے کہ
الدلیل المثبت لجواز البیع مطلقا	مطلقاً بیع کا جواز ثابت ہے جو فریقین کی
بما تراضیا علیه لعدان لایخل بما	رضامندی سے ہو اور اس میں وہ تمام
علم شرطا للصحة، بل دلیل شرعیة	شرائط موجود ہوں جو بیع کے صحیح ہونے
البیع مطلقا بشروطه المعلومة هو	کے لیے ضروری ہیں لہٰذا مطلقاً بیع کے
دلیل جوازها ؎	جواز کی دلیل مرابحہ کے جواز کی دلیل ہوگی۔

مرابحہ کا رواج عربوں میں قدیم زمانہ سے موجود تھا۔ اسلام نے بھی اسے عام لوگوں کی افادیت کے پیش نظر باقی رکھا اس لیے کہ بہت سے لوگ خرید و فروخت کا تجربہ نہیں رکھتے اور نہ ہی وہ تجارتی اور کاروباری دنیا کے نشیب و فراز سے واقف ہوتے ہیں چنانچہ اپنی سادگی اور ناواقفیت کی وجہ سے چیزیں غیر معمولی طور پر گراں خرید لیتے ہیں اور نقصان اٹھاتے ہیں۔

مرابحہ ایسے لوگوں کو نقصان سے بچانے کا اہم ذریعہ ہے اس طرح کہ یہ لوگ خود خریدنے کے بجائے ان لوگوں کے ذریعہ خریداری کرتے ہیں جنھیں خرید و فروخت کا تجربہ ہوتا ہے اور وہ مارکیٹ کے اتار چڑھاؤ سے بھی واقفیت رکھتے ہیں۔ اس کا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ وہ شخص پہلے سامان خود خریدتا ہے اور پھر اس پر اپنا منافع رکھ کر دوسری قسم کے

لوگوں کے ہاتھ فروخت کر دیتا ہے۔ اس سے جہاں ایک شخص کو منافع کی شکل میں فائدہ ہوتا ہے وہیں دوسرا شخص اس نقصان سے بچ جاتا ہے جو اسے ناواقفیت کی وجہ سے براہ راست خریداری کی صورت میں ہو سکتا تھا کہ۔ اس حقیقت کی جانب صاحب ہدایہ نے ان الفاظ میں اشارہ کیا ہے۔

والحاجة ماسة الی هذا النوع من البیع لان الغبی الذی لا یهتدی من التجارة یحتاج الی ان یعتمد فعل الذکی المهتدی[۳]	بیع کی یہ صورت ایک ناگزیر ضرورت ہے۔ اس لیے کہ بہت سے سادہ لوح لوگ جو کاروباری شعور سے نابلد ہوتے ہیں انھیں اس بات کی ضرورت پڑتی ہے کہ وہ اس کے لیے کسی ماہر اور تجربہ کار شخص کی خدمات کا سہارا لیں۔

مرابحہ کا بنیادی مقصد ہی چونکہ عام سادہ لوح لوگوں کو راست خریداری کے نتیجہ میں ہونے والے خسارہ سے بچاتا ہے اس لیے امانت و دیانت کو مرابحہ کے معاملہ میں غیر معمولی اہمیت دی گئی ہے اور ایسی تمام صورتوں کو ممنوع قرار دیا گیا ہے جن کی وجہ سے مرابحہ کا بنیادی مقصد ہی فوت ہو جاتا ہو اور یہ عام لوگوں کے لیے فائدہ کے بجائے نقصان کا ذریعہ بن جائے اس کی بنیادی طور پر دو صورتیں ہو سکتی ہیں ایک تو یہ کہ وہ شخص جس پر مرابحہ کے سلسلے میں اعتماد کیا گیا ہو خیانت سے کام لے اور کسی چیز کی اصل قیمت یا اس پر جو لاگت آئی ہو اس سے زیادہ ظاہر کرے اور پھر اس پر منافع رکھ کر مرابحہ کرے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ وہ خود ہی کسی وجہ سے سامان غیر معمولی طور پر گراں خرید لے یا نقد کے بجائے ادھار کرے جو عموماً زیادہ ہوتا ہے اور جان بوجھ کر اس کا اظہار نہ کرے۔

امانت و دیانت

امانت و دیانت کو شریعتِ اسلامی میں خاص اہمیت حاصل ہے۔ اسلام نے تمام معاملات میں سختی کے ساتھ اس کی تاکید کی ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَخُونُوا — اے ایمان والو نہ تو خدا اور رسول کی

اللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ وَتَخُوْنُوْا	امانت میں خیانت کرو اور نہ اپنی امانتوں
اَمٰنٰتِکُمْ۔ (الانفال: ۲۷)	میں خیانت کرو۔

معاملات کسی بھی نوعیت کے ہوں ان میں امانت داری کا خیال رکھنا ضروری ہے لیکن مرابحہ میں اس کی اہمیت دیگر معاملات کے مقابلہ میں زیادہ ہے اس لیے کہ خیانت کی وجہ سے نہ صرف مرابحہ کی افادیت مجروح ہوتی ہے بلکہ وہ بے معنی ہوکر رہ جاتا ہے اس لیے مرابحہ میں یہ بات ضروری ہوگی کہ سامان کی بالکل صحیح قیمت بیان کی جائے اگر اس میں کوئی نقص یا عیب ہو تو اسے بھی واضح کردے اور خیانت سے کام نہ لے۔

ولہٰذا کان مبناھما علی	مرابحہ اور تولیہ کی بنیاد امانت پر رکھی
الامانۃ والاحتراز عن	گئی ہے جس کا تقاضا ہے کہ خیانت اور
الخیانۃ وعن شبہتہا۔[۸]	اس کے امکان سے بھی گریز کیا جائے۔

مرابحہ کے لیے یہ بات ضروری ہے کہ سامان کی اصل قیمت بالکل صحیح بیان کی جائے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اصل قیمت سے کیا مراد ہے؟ اس سلسلہ میں اور کن چیزوں کو قیمت خرید کے ساتھ شامل کیا جائے گا؟ حنفیہ کے یہاں اُسے تمام تر عرف وعادت پر چھوڑ دیا گیا ہے لہٰذا کاروباری دنیا میں جن چیزوں کو اصل قیمت کے ساتھ شامل کیا جاتا ہے اسے شامل کیا جائے گا۔

والاصل ان عرف التجار	مرابحہ کے سلسلہ میں تاجروں کے درمیان
معتبر فی بیع المرابحۃ فما	رائج عرف کا اعتبار کیا جائے گا کاروباری
جری العرف بالحاقۃ برأس	لوگ جن اخراجات کو کسی چیز کی قیمت میں
المال یلحق بہ ومالا فلا۔[۹]	شامل کرتے ہیں انھیں شامل کیا جائیگا اور
	جسے وہ نہیں کرتے اسے شامل نہیں کیا جائے گا۔

اصل قیمت کا تعین کرتے ہوئے ان امور کا بھی خیال رکھا جائے گا جو سامان کی قدر وقیمت میں اضافہ کرتے ہوں لہٰذا سامان کی قیمت کے ساتھ ٹرانسپورٹیشن اور آفیشل اخراجات کے علاوہ ریپیرنگ یا کلر وغیرہ کے اخراجات بھی شامل کیے جائیں گے۔

البتہ یہ سوال کہ بعض ڈیلرس یا اداروں کو ان کے کاروباری تعلقات کی بنیاد پر خصوصی ڈسکاونٹ یا کمیشن حاصل ہوتا ہے۔ جس سے سامان کی قیمت بازار کے عام نرخ سے کم

ہو جاتی ہے تو مرابحہ کرتے ہوئے کمیشن کے ساتھ اصل قیمت کا ذکر کیا جائے گا یا کمیشن کے بغیر اس کی مکمل قیمت کا ذکر کیا جائے گا اور کمیشن مرابحہ کرنے والے کا سمجھا جائے گا اس لیے کہ یہ اس کے تعلقات، اثر ورسوخ اور کوششوں کی وجہ سے حاصل ہوا ہے۔

اس بات کا تعین کرتے ہوئے ہمیں یہ حقیقت پیش نظر رکھنی چاہیے کہ مرابحہ کا اصل مقصد ہی یہ ہے کہ مرابحہ کرنے والے کے تجربات اور اس کے کاروباری تعلقات سے عام خریداروں کو فائدہ پہنچے اور وہ اس کے ذریعہ کم سے کم نرخ پر سامان حاصل کر سکیں جو ان کے لیے براہ راست مارکیٹ سے خریداری کی صورت میں ممکن نہیں ہے۔ اس کا تقاضا ہے کہ کمیشن یا ڈسکاؤنٹ کے نام سے قیمت میں جو تخفیف ہوتی ہے اس تخفیف شدہ قیمت کا ہی ذکر مرابحہ کرتے ہوئے کیا جائے۔ صاحب مبسوط کی اس صراحت سے بھی اس کا اشارہ ملتا ہے۔

اذا باع المتاع مرابحة ثم حط البائع الاول منه شيئا من الثمن الاول فانه يحط ذلك من المشتري الآخر وحصته من الثمن[1]	کسی چیز کو کوئی مرابحہ کی بنیاد پر فروخت کردے اور پھر مرابحہ کرنے والے نے جس سے خریدا تھا وہ قیمت میں تخفیف کردے تو مرابحہ کی بنیاد پر جسے سامان فروخت کیا گیا ہے اس کی قیمت میں بھی کمی کی جائے گی (اسی تناسب سے منافع میں بھی)

مرابحہ کرتے ہوئے اصل قیمت کا ذکر کیا جانا ضروری ہے اس سلسلہ میں ایک اور بات جو اہم ہے وہ یہ کہ اگر مرابحہ کرنے والے نے کوئی چیز ادھار خریدی ہو تو اس کی بھی صراحت کردے اس لیے کہ ادھار قیمت عموماً نقد کے مقابلہ میں زیادہ ہوتی ہے اور مرابحہ کیے جانے کی صورت میں اس بات کا قوی امکان ہوتا ہے کہ خریدار کو اس سے وہ فائدہ حاصل نہ ہو جس کی نقد کی صورت میں مرابحہ پر خریداری کے ذریعہ توقع کی جا سکتی ہے۔

لا مساواة بين النقد والنسيئة لان العين خير من الدين و المعجل اكثر قيمة من المؤجل[1]	نقد اور ادھار برابر نہیں ہو سکتے اس لیے کہ عین دین سے اور نقد ادھار سے زیادہ قدر و قیمت کا حامل ہوتا ہے۔

۱۲/۱۳

لو اشتری نسیئة ثم بیعه	اگر ادھار کچھ خریدا ہے تو اس کی وضاحت
مرابحة حتی یبین[۱۲]	کیے بغیر اسے مرابحہ پر فروخت نہیں کرے گا۔
الانسان فی العادۃ یشتری	لوگ اکثر نقد کے مقابلہ میں ادھار
الشیئ بالنسیئة باکثر مما یشتری بالنقد[۱۳]	زیادہ قیمت دے کر خریدتے ہیں۔

اسی طرح مرابحہ کرنے والے کے لیے یہ بات بھی ضروری ہوگی کہ اگر اس نے کوئی چیز کسی وجہ سے غیر معمولی طور پر گراں خرید لی ہے اور اسے اس کا اندازہ ہے تو اس کی وضاحت کر دے اس لیے کہ اس سے مرابحہ کی افادیت مجروح ہوتی ہے۔

واذا اشتری شیئا باکثر من	اگر کسی نے سامان اتنا گراں خرید لیا
ثمنه مما لا یتغابن الناس فی	جو عموماً لوگ نہیں خریدتے اور اسے اس
مثله وھو یعلم ذالك فلیس له ان	بات کا اندازہ ہے تو مرابحہ کی بنیاد پر
یبیعه مرابحة من غیر بیان[۱۴]	اسے بغیر وضاحت کے فروخت نہیں کرے گا۔

خیانت کے اثرات

مرابحہ کے معاملہ میں خیانت کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں۔ اصل قیمت کی مقدار میں خیانت ہو یا اس کی صفت میں۔

اصل قیمت کی مقدار میں خیانت کا مطلب یہ ہے کہ مرابحہ کرنے والا قیمت میں کسی ایسی چیز کو شامل کر دے جو تجارتی عرف و عادت کے خلاف ہو یا سامان کا کچھ حصہ رکھ لے یا بدل دے یا اس نے سامان غیر معمولی طور پر گراں خریدا ہو اور اس کا ذکر نہ کرے۔

اصل قیمت کی صفت میں خیانت سے مراد یہ ہے کہ قیمت کے اوصاف میں سے کچھ چھپا لے جیسے سامان ادھار خریدا ہو لیکن اس کا اظہار نہ کرے یا اس عیب کی وضاحت نہ کرے جو اس کی وجہ سے یا کسی اور کی وجہ سے سامان میں پیدا ہوا ہو۔

مرابحہ میں خیانت کی صورت میں خریدار کو اس بات کا اختیار دیا جائے گا کہ وہ مطلوبہ قیمت ادا کر کے سامان لے لے یا اگر چاہے تو سامان لوٹا دے اس لیے کہ خیانت کی وجہ سے مرابحہ کی افادیت مجروح ہوتی ہے۔ لہٰذا خریدار کو اس بات کا حق حاصل ہوگا کہ وہ چاہے تو اس معاملے کو ختم کر دے اور سامان لوٹا دے لیکن خیانت سے واقفیت کے باوجود اگر

کوئی شخص سامان لینے پر رضامند ہو تو وہ پوری قیمت دے کر سامان لے سکتا ہے۔

وان خان فی المرابحة فهو بالخیار ان شاء اخذ بکل الثمن وان شاء ترک [۱۸]

اگر مرابحہ کرنے والا خیانت سے کام لے تو خریدار کو اختیار ہوگا اگر چاہے تو مکمل قیمت دے کر لے لے اور اگر چاہے تو چھوڑ دے۔

اختیار کی یہ صورت اس وقت ہے جبکہ سامان اپنی اصلی حالت میں موجود ہو لیکن اگر خریدار نے سامان کو استعمال کر لیا یا وہ اس کے پاس سے ضائع ہو گیا تو امام ابوحنیفہ اور امام محمد کے قول کے مطابق اسے پوری قیمت کی ادائیگی لازم ہو گی جبکہ امام ابویوسف اور دیگر فقہاء کے قول کے مطابق خیانت کی مقدار اور اسی تناسب سے منافع میں کمی کر دی جائے گی۔

واذا باع المتاع مرابحة فخانه فیه، فالمشتری بالخیار اذا اطلع علیه، ان شاء اخذه بجمیع الثمن وان شاء ترک وان استهلک المتاع اوبعضه فالثمن کله لازم فی قول ابی حنیفة ومحمد وقال ابویوسف وابن ابی لیلی، یحط عن الخیانة وحصتها من الربح علی کل مال ولاخیار له فی ذلک [۱۹]

اگر کوئی شخص مرابحہ کی بنیاد پر سامان فروخت کرے لیکن اس میں خیانت سے کام لے اور خریدار کو اس کا پتہ چل جائے تو اسے اختیار ہوگا۔ چاہے تو مطلوبہ قیمت ادا کر کے سامان لے لے اور چاہے تو چھوڑ دے۔ لیکن اگر سامان جزئی یا کلی طور پر ضائع ہو گیا ہو تو امام ابوحنیفہ اور امام محمد کے قول کے مطابق پوری قیمت ادا کرنی ہو گی جبکہ امام ابویوسف اور ابن ابی لیلیٰ کی رائے ہے کہ قیمت میں خیانت کے بقدر کم کر دی جائے گی اور اسی تناسب سے منافع میں بھی کمی کی جائے گی۔

مرابحہ کی شرطیں

مرابحہ کے صحیح ہونے کے لیے عمومی شرطیں وہی ہیں جو بیع کے صحیح ہونے کے لیے ہیں البتہ اس کی خاص شرطیں حسب ذیل ہیں۔

۱۔ پہلی بیع صحیح ہو اس لیے کہ مرابحہ کی بنیاد پہلی بیع پر ہوتی ہے لہٰذا اگر وہ صحیح نہ

ہو گی تو پھر اس کی بنیاد پر مرابحہ کرنا صحیح نہ ہو گا۔

۲۔ سامان کی اصل قیمت سے مرابحہ کی بنیاد پر خریدنے والا واقف ہو۔

۳۔ اصل قیمت ذوات امثال میں سے ہو یعنی اس کا بدل موجود ہو اور اگر ذوات قیم ہو تو اس کی ادائیگی پر قدرت ہو۔

۴۔ منافع کی مقدار سے خریدار واقف ہو۔

۵۔ سامان کی اصل قیمت کا تعلق ایسی جنس سے نہ ہو جو ربا کے زمرہ میں آتی ہیں اس لیے کہ ایسی صورت میں منافع کا اضافہ صحیح نہ ہو گا۔

مرابحہ اور غیر سودی بینک کاری

مرابحہ کی عام صورت جس کا ذکر فقہ کی کتابوں میں ملتا ہے یہی ہے کہ کسی چیز کو اس کی اصل قیمت پر منافع کے اضافہ کے ساتھ فروخت کر دیا جائے، غیر سودی بنیاد پر منتظم کیے گئے اسلامی بینکوں اور مالی اداروں نے اس کے تطبیق کی جو صورتیں اختیار کی ہیں وہ اس سے کسی قدر مختلف ہیں لیکن اس میں مرابحہ کی بنیادی فکر بہر حال موجود ہے۔ اس طرح کہ بینک بھی کسی چیز کو خریدنے کے بعد اصل قیمت پر متعین منافع رکھ کر دوسرے کے ہاتھ فروخت کرتا ہے۔

غیر سودی بنیادوں پر قائم کیے جانے والے بینک جو خلیجی ممالک کے علاوہ پاکستان، بنگلہ دیش، سوڈان، ترکی، موریتانیا، مصر، اردن اور لکسمبرگ وغیرہ میں کامیابی کے ساتھ سرگرم عمل ہیں۔ ان سب نے مرابحہ وسیع پیمانہ پر اختیار کیا ہے اس لیے کہ اس کے ذریعہ جہاں عام لوگوں کو اپنی ضروریات کی تکمیل کے لیے سودی اداروں یا بینکوں کا بدل اس شکل میں مل گیا ہے وہیں یہ خود بینک کے لیے بھی منافع کمانے کا اچھا ذریعہ ہے۔

ان بینکوں نے سود یا ایسے کاروبار جو غیر اسلامی ہوں ان سے بچنے کے لیے اپنا شرعی مشیر مقرر کر رکھا ہے۔ جن سے وہ مالی معاملات کو شریعت اسلامی کے مطابق انجام دینے میں مدد لیتے ہیں یا پھر وہ اس کے لیے اپنے یہاں قائم نگراں شرعی تنظیم سے رجوع کرتے ہیں جو ھیئۃ الرقابۃ الشرعیۃ کے نام سے جانی جاتی ہے۔ ان کے مقرر کردہ ضابطوں میں اختلاف کی وجہ سے اس طرح کے بینکوں میں مرابحہ کی رائج صورتوں میں یکسانیت نہیں

ہے پھر بھی مرابحہ کا اصل جوہر ان سب میں قدر مشترک کے طور پر موجود ہے۔

ان بینکوں میں مرابحہ کی جو شکلیں رائج ہیں، تفصیل سے قطع نظر اسے تین مرحلوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

۱۔ خریداری کی درخواست۔

۲۔ خریداری کا وعدہ۔

۳۔ مرابحہ کی بنیاد پر خریداری۔

پہلے مرحلہ کے تحت کوئی بھی شخص ادارہ یا کمپنی اپنے مطلوبہ سامان اور اس کے تفصیلی اوصاف کی وضاحت کے ساتھ ایک درخواست بینک کو پیش کرتا ہے جس میں اس بات کی صراحت کی جاتی ہے کہ اگر بینک مذکورہ سامان اس کے لیے خرید لے تو وہ مرابحہ کی بنیاد پر بینک سے اس سامان کو خرید لے گا۔

دوسرے مرحلہ کے تحت بینک مطلوبہ سامان پر لاگت کا تخمینہ، منافع کی مقدار، حوالگی کی صورتیں اور ادائیگی کی مدت وغیرہ پر باہمی رضامندی سے اتفاق کے بعد مذکورہ شخص سے اس بات کا تحریری وعدہ لیتا ہے کہ بینک جب مطلوبہ اوصاف کا حامل سامان حاصل کر لے گا تو وہ اس سے مرابحہ کی بنیاد پر سامان خریدے گا۔

تیسرے مرحلہ کے تحت بینک سامان حاصل کر کے مذکورہ شخص کے حوالہ کرتا ہے اور وہ شخص سامان پر قبضہ کے بعد مرابحہ کی بنیاد پر طے شدہ شرائط کے مطابق قیمت کی ادائیگی کرتا ہے۔

اسلامی بینکوں میں مرابحہ کے لیے جو صورت اختیار کی ہے اس نے جہاں بعض نئے مسائل پیدا کیے ہیں وہیں ان کے بارے میں بعض غلط فہمیاں بھی ہیں، ہم انھیں حسب ذیل عنوانوں کے تحت ذکر کریں گے۔

۱۔ بیع ما لا یملک یا بیعتان فی بیعۃ

۲۔ وعدہ کا لزوم

۳۔ قیمت کی تاخیر سے یا قسطوں پر ادائیگی۔

بیع ما لا یملک یا بیعتان فی بیعۃ

اسلامی بینکوں میں رائج مرابحہ کی مذکورہ صورتوں پر کیے جانے والے شبہات میں سے

ایک یہ ہے کہ یہ ایسی چیز کی بیع کے مترادف ہے جو فروخت کرنے والے کے پاس موجود ہی نہ ہو اس لیے کہ بینک مرابحہ کی بنیاد پر کی جانے والی فروخت کی تفصیلات اس وقت طے کرتا ہے جبکہ وہ سامان اس کے پاس سرے سے موجود ہی نہیں ہوتا حدیث میں اس کی ممانعت آئی ہے۔

لا یحل سلف و بیع ولا شرطان فی بیع ولا ربح مالم یضمن ولا بیع ما لیس عندک [۱۸]	قرض اور بیع ایک ساتھ جائز نہیں ہیں، نہ ہی بیع میں دوہری شرط لگانا، نہ ایسا منافع جس کا ضامن نہ ہو اور نہ ایسی چیز کی بیع جو تمہارے پاس موجود نہ ہو۔

اسی طرح اس کے بارے میں اس شبہہ کا بھی اظہار کیا گیا ہے کہ یہ ایک بیع میں دو بیع کے مماثل ہے جسے حدیث میں صراحت کے ساتھ ممنوع قرار دیا گیا ہے۔

من باع بیعتین فی بیعۃ فلہ اوکسھما او الربا۔ شلہ	اگر کسی شخص نے بیک وقت بیع کے دو معاملے کرلیے تو کم قیمت والی بیع کا اعتبار ہوگا اور زیادتی کو ربا سمجھا جائے گا۔
نہی النبیؐ عن صفقتین فی صفقۃ [۱۹]	رسول اللہؐ نے ایک بیع کے تحت دو بیع سے منع فرمایا ہے۔

مذکورہ شبہات دراصل اس غلط فہمی پر مبنی ہیں کہ مرابحہ کے انعقاد سے پہلے جو دو مرحلے بینکوں میں رائج ہیں انھیں بھی بیع سمجھ لیا گیا ہے جبکہ حقیقت یہ ہے کہ ابتدائی دونوں مرحلے جس میں ایک فریق کسی خاص چیز کی خریداری کے لیے اپنی دلچسپی کا اظہار کرتا ہے اور اس بات کا وعدہ کرتا ہے کہ اگر بینک مذکورہ سامان خرید کر مرابحہ کی بنیاد پر اسے فروخت کرے تو وہ خریدے گا۔ یہ سرے سے بیع ہے ہی نہیں بلکہ اس کی حیثیت مرابحہ کی بنیاد پر خریداری میں دلچسپی کے اظہار اور خریداری کے وعدہ کی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بینک سامان اپنے نام سے خریدتا ہے اور سامان کی دوسرے فریق کو حوالگی تک وہی اس کا مالک اور ذمہ دار ہوتا ہے لہٰذا اگر سامان دوسرے فریق کے سپرد کیے جانے سے پہلے ضائع ہو جائے یا اس میں عیب لگ جائے تو یہ نقصان تنہا بینک کا ہوتا ہے۔ دوسرے فریق پر اس کی

اس کی کوئی ذمہ داری نہیں ہوتی۔ لہٰذا بینکوں میں رائج مرابحہ کی مذکورہ صورتوں پر ان احادیث کا اطلاق سرے سے نہیں ہوتا جن میں ایسی چیز کی بیع سے منع کیا گیا ہے جس کا آدمی سرے سے مالک ہی نہ ہو یا دو بیع ایک بیع کے ضمن میں کی جا رہی ہو۔

وعدہ کا لزوم

غیر سودی بینکوں نے مرابحہ کے لیے جو طریقہ کار اختیار کیا ہے اس کے تحت دوسرے فریق اور بینک کے درمیان کسی چیز کی خریداری پر اتفاق ہوتے ہی مرابحہ منعقد نہیں ہو جاتا بلکہ اس سے پہلے کئی کارروائیاں کی جاتی ہیں جن میں سرفہرست اس بات کا وعدہ ہے کہ جب بینک مطلوبہ سامان خرید لے گا تو دوسرا فریق مرابحہ کی بنیاد پر اس سے وہ سامان خرید لے گا۔ اس طرح کسی متعین سامان کے مرابحہ کی بنیاد پر خریداری کے وعدہ کی بنیاد پر بینک اس سامان کو حاصل کرتا ہے۔ بینک کو اس سلسلہ میں اپنا مال اور تجربہ خرچ کرنا پڑتا ہے تاکہ وہ مطلوبہ سامان کو مناسب قیمت پر خرید سکے۔ اس کے علاوہ بینک اس بات کا بھی پابند ہوتا ہے کہ وہ مذکورہ سامان کسی تیسرے فرد کے ہاتھ فروخت نہ کرے اگرچہ اسے زیادہ قیمت مل رہی ہو۔ لہٰذا دوسرے فریق نے جو سامان خریدنے کا وعدہ کیا ہے۔ اس کی پابندی لازم ہونی چاہیے۔ اگر یہ وعدہ لازم قرار نہ دیا جائے تو اس سے بینک کو نقصان کا اندیشہ ہے۔

وعدہ کے بارے میں عام فقہاء کا موقف یہی ہے کہ یہ دیانۃً لازم ہوتا ہے اور اس کی خلاف ورزی گناہ کبیرہ کے زمرہ میں آتی ہے لیکن قضاءً اس کا پورا کیا جانا لازمی نہیں ہے۔ یعنی کوئی شخص اگر اپنا وعدہ پورا نہ کرے تو اس کے خلاف عدالتی کارروائی نہیں کی جا سکتی اور نہ ہی اس پر جبر کیا جا سکتا ہے۔

وعدہ کے لزوم سے متعلق جو شہادتیں ملتی ہیں ان کے عمومی جائزہ سے یہ تاثر ملتا ہے کہ وہ معاملات میں لازمی ہونی چاہیے خاص طور سے ایسی صورت میں جبکہ اس سے کسی کو نقصان پہنچنے کا امکان ہو۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ، كَبُرَ	مومنو تم ایسی باتیں کیوں کہا کرتے ہو جو کیا نہیں کرتے خدا اس بات سے سخت

مَقْتًا عِنْدَ اللّٰہِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ۔ (الصف:٣٢)	بیزار ہے کہ ایسی بات کہو جو کرو نہیں۔
وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا (الاسراء:٣٤)	عہد کو پورا کرو کہ عہد کے بارے میں ضرور پرسش ہوگی۔

حدیث میں ہے:

آیۃ المنافق ثلاث: اذا حدث کذب واذا وعد اخلف واذا ائتمن خان۔ [20]	منافق کی تین نشانیاں ہیں: جب وہ بولے گا تو جھوٹ بولے گا جب وعدہ کرے گا تو اس کی خلاف ورزی کرے گا اور اگر اس کے پاس کوئی امانت رکھے تو اس میں خیانت کرے گا۔

علامہ ابن حزم نے ان دلائل کے پیش نظر ہر طرح کے وعدہ کو لازم قرار دیا ہے:

والظاهر من هٰذه الادلة ان الوعد سواء كان بصلة او برام بغير ذلك، واجب الوفاء به۔ اذلم تفرق النصوص بين وعد ووعد هٰذا ماروى عن ابن شبرمة، حيث قال: الوعد كله لازم ويقضى به على الواعد ويجبر [21]	ان دلائل سے یہ بات واضح ہے کہ وعدہ کا تعلق صلہ رحمی سے ہو، بھلائی کے کام سے یا کسی اور چیز سے، اس کا پورا کیا جانا ضروری ہے اس لیے کہ نصوص میں وعدوں کے درمیان کوئی فرق نہیں کیا گیا ہے۔ یہی بات ابن شبرمہ سے منقول ہے ان کا خیال ہے کہ سارے وعدے لازم ہوں گے۔ وعدہ خلافی کی صورت میں وعدہ کرنے والے کے خلاف کارروائی کی جائے گی اور اس پر جبر کیا جائے گا کہ وہ اپنا وعدہ پورا کرے۔

امام بخاری نے کتاب الشہادات کے تحت ایک مستقل باب قائم کیا ہے "باب من امر بانجاز الوعد" اس میں انھوں نے نقل کیا ہے کہ حسن بصری، سعید بن عمرو بن الاشوع قاضی کوفہ اور سمرہ بن جندب وعدہ کے لزوم کے قائل تھے۔ [22]

یہ بات اس فتویٰ سے بھی واضح ہے جو بیت التمویل الکویتی کے صدر احمد بزیع الیاسین نے اپنے شرعی مشیر الشیخ بدر المتولی عبد الباسط سے دریافت کیا تھا۔

نرجو افتائنا في مدى جواز قيامنا بشراء السلع والبضائع نقداً ابناءً على رغبة ووعد من شخص ما، بانه مستعد اذا املكنا السلعة وقبضناها ان يشتريها منا بالاجل وباسعار اعلى من اسعار نقدية

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس سلسلہ میں کہ ہم کوئی چیز کسی کے اس وعدہ کی بنیاد پر نقد خریدیں کہ سامان کے حاصل کرنے اور اس پر قبضہ کے بعد وہ ہم سے ادھار خریدے گا جو نقد قیمت کے مقابلہ میں زیادہ ہوگی۔

ومثال ذلك ان يرغب احد الاشخاص في شراء سلعة او بضاعة معينة لكنه لا يستطيع دفع ثمنها نقدا، فنعتقد بانه اذا اشتريناها وقبضناها سوف يشتريها منا بالاجل مقابل ربح معين مشار اليه وعده السابق۔

بطور مثال کوئی شخص کسی متعین سامان کو خریدنے میں دلچسپی رکھتا ہو لیکن اس کی نقد قیمت ادا نہ کرسکتا ہو۔ تو اس خیال کے پیش نظر کہ اگر ہم وہ سامان خرید کر اس پر قبضہ کریں تو وہ ہم سے ادھار خرید سکتا ہے ایک متعین منافع کے ساتھ جس کی تعیین پہلے سے کردی گئی ہو۔

الجواب:

جواب:

ان ما صدر من طالب الشراء يعتبر وعدا ونظرا لان الائمة قد اختلفوا في هذا الوعد هل هو يلزم ام لا؟ فاني اميل الى الاخذ برأي ابن شبرمة الذي يقول: ان كل وعد بالالتزام لا يحل حراما ولا يحرم حلالا يكون وعدا ملزما قضاءً وديانةً وهذا ما تشهد له

خریداری کے خواہشمند کی جانب سے جو بات کہی گئی ہے اس کی حیثیت وعدہ کی ہے فقہاء کے درمیان اس سلسلہ میں اختلاف ہے کہ وہ لازم ہوگا یا نہیں؟ میرے خیال میں ابن شبرمہ کی رائے قابل ترجیح ہے جن کا کہنا ہے، کہ ہر وعدہ جو کسی حرام کو حلال یا حلال کو حرام نہ کرتا ہو اس کا پورا کرنا دیانتاً اور قضاءً لازم ہوگا، نصوص قرآنی اور احادیث نبوی اسی کی

ظواهر النصوص القرآنية والأحاديث النبوية والأخذ بهذا المذهب ييسر على الناس وعمل به يضبط المعاملات، لهذا ليس هناك مانع من تنفيذ مثل هذا الشرط ٢٢ه

شہادت دیتے ہیں۔ اس نقطہ نظر کے اپنانے میں لوگوں کے لیے سہولت ہے اور اس پر عمل کی صورت میں معاملات کی تنظیم اچھی طرح ممکن ہے اس لیے میں نہیں سمجھتا کہ اس قسم کے شرائط کے نفاذ میں کوئی حرج ہے۔

اسلامی بینک کاری کی پہلی کانفرنس جس کا انعقاد ۱۹۷۹ء میں دبئی میں ہوا تھا اور اس میں مختلف ممالک سے ۵۹ ممتاز علماء نے شرکت کی تھی اس نے بھی مذکورہ صورت میں وعدہ کے لزوم کی توثیق کی ہے۔

بأن مثل هذا التعامل يتضمن وعدا من عمل المصرف، بالشراء في حدود الشروط المنوه عنها ووعدا آخر من المصرف بإتمام هذا البيع بعد الشراء طبقا للشروط.

أن مثل هذا الوعد ملزما للطرفين قضاءً طبقا لأحكام المذهب المالكي وهو ملزم للطرفين ديانةً طبقًا لأحكام المذاهب الأخرى -

یہ معاملہ دراصل دو وعدوں پر مشتمل ہے ایک تو اس شخص کی جانب سے خریداری کا وعدہ جو بینک سے کسی متعین سامان کی خریداری کی بعض شرائط کے ساتھ درخواست کرتا ہے دوسرا وعدہ بینک کی جانب سے ہوتا ہے کہ وہ متعین سامان حاصل کرنے کے بعد طے شدہ شرائط کے مطابق مذکورہ شخص کے ہاتھ فروخت کرے گا۔

اس قسم کا وعدہ فقہ مالکی کے مطابق فریقین کے لیے قضاءً لازم ہوگا جبکہ دیگر فقہی مذاہب اسے صرف دیانۃً لازمی قرار دیتے ہیں۔

وما يلزم ديانة، يمكن الالزام به قضاءً إذا اقتضت المصلحة ذلك وأمكن للقضاء التدخل فيه ـ

جو چیز دیانتاً لازم ہو اسے قضاءً بھی لازم قرار دیا جا سکتا ہے۔ اگر مصلحت اس بات کا تقاضا کرے اور عدالت اس میں مداخلت کر سکتی ہے۔

۲۲ھ

اسلامی بینک کاری کی دوسری کانفرنس جو کویت میں ۱۹۸۳ء میں منعقد ہوئی تھی اور جس میں بارہ غیر سودی بینکوں کے نمائندوں کے علاوہ کئی ملکوں کے ممتاز علماء نے شرکت کی تھی۔ اس نے بھی اس کی توثیق کی ہے۔

یقر المؤتمر ان المواعدة	یہ کانفرنس اس بات کی تصدیق کرتی
علی بیع المرابحة للآمر بالشراء	ہے کہ وعدہ جو خریداری سے متعلق مرابحہ
بعد تملك السلعة المشتراة	کی بنیاد پر ہو اس کے تحت سامان کے
وحیازتها ثم بیعها لمن امر	حصول اور اس پر قبضہ کے بعد متعینہ منافع
بشرائها بالربح المذکور	کے ساتھ خریداری کی درخواست کرنے
فی الموعد السابق، هو امر	والے کے ہاتھ فروخت کرنا شرعاً جائز ہے
جائز شرعا طالما کانت تقع علی	اگر سامان کی حوالگی سے پہلے اس کے
المصرف الاسلامی مسئولیة	ضائع ہونے کی صورت میں اسلامی بینک
الهلاك قبل التسلیم وتبعة الردّ	اس کا ذمہ دار ہو اور کسی عیب کی صورت
فیما یستوجب الردّ بعیب خفی	میں خریدار کو سامان لوٹانے کا حق حاصل ہو۔

ادھار یا قسطوں پر ادائیگی

عام طور سے یہ بینک اپنی خدمات کو زیادہ پرکشش اور مفید تر بنانے کے لیے عوام کو یہ سہولت دیتے ہیں کہ وہ مرابحہ کی بنیاد پر بینک سے سامان خریدیں اور اس کی ادائیگی ایک متعینہ مدت کے بعد کریں یا قسطوں پر ادا کریں۔ ادھار یا قسطوں پر ادائیگی کی صورت میں بینک اپنا منافع عموماً نقد ادائیگی کے مقابلہ میں کچھ زیادہ رکھتا ہے۔

بعض فقہاء نے نقد کے مقابلہ میں ادھار قیمت زیادہ رکھنے کو جائز قرار نہیں دیا ہے اس شبہہ کی بنیاد پر کہ قیمت میں اضافہ صرف مدت کی وجہ سے ہوتا ہے جو کہ ربا کی علت میں سے ایک ہے۔

جمہور فقہاء نے ادھار قیمت نقد کے مقابلہ میں زیادہ رکھنے کو جائز قرار دیا ہے اس لیے کہ یہ زیادتی تجارتی بنیاد پر باہمی رضامندی سے ہو رہی ہے لہٰذا یہ اس آیت اِلَّآ اَنۡ تَكُوۡنَ تِجَارَةً عَنۡ تَرَاضٍ مِّنۡكُمۡ (النساء: ۲۹) کے تحت جائز ہوگا اس کے

علاوہ یہ کہنا کہ ہر وہ زیادتی جو مدت کی بنیاد پر ہو لازمی طور پر سود کے زمرہ میں شامل ہے صحیح نہیں ہے اس لیے کہ مدینہ سے بنو نظیر کے اخراج کے موقع سے آپؐ نے مدت کی بنیاد پر قرض میں تخفیف کا حکم دیا تھا۔ اس لیے مرابحہ کی بنیاد پر فروخت کا عمل ادھار ہو یا قسطوں پر، اس میں کوئی حرج نہیں ہے البتہ یہ بات ضروری ہوگی کہ ادھار کی صورت میں مدت کی وضاحت کردی جائے۔

اذا کان الثمن مؤجلا وزاد البائع فیہ من اجل التأجیل جاز لان للاجل حصۃ من الثمن والی ھٰذا ذھب الاحناف والشافعیۃ وزید بن علی والمؤید باللہ وجمہور الفقہاء لعموم الادلۃ القاضیۃ بجوازہ ورجحہ الشوکانی [۲۳]

اگر ادھار کی وجہ سے بیچنے والا قیمت میں زیادتی کردے تو یہ بات جائز ہوگی۔ اس لیے کہ قیمت کے تعین میں مدتِ ادائیگی کا اہم رول ہوتا ہے۔ فقہاء احناف، شوافع، زید بن علی، موید باللہ اور جمہور فقہاء کا ان واضح دلائل کی بنیاد پر جو اس سلسلہ میں ملتی ہیں یہی موقف ہے۔ علامہ شوکانی نے بھی اس رائے کو ترجیح دی ہے۔

قیمت کی ضمانت

غیر سودی ادارے جو مرابحہ کی بنیاد پر اپنے خریداروں کو ادھار یا قسطوں پر ادائیگی کی سہولت فراہم کرتے ہیں۔ انھیں عملی طور پر ایک بڑی دشواری یہ پیش آئی ہے کہ خریدار معاہدہ کے مطابق وقت پر قیمت کی ادائیگی نہیں کرتے۔ اس کی اہم وجہ یہ ہے کہ اس قسم کے ادارے ادائیگی میں تاخیر کا کوئی معاوضہ وصول نہیں کرتے اس لیے کہ یہ سود کے ضمن میں آئے گا۔ اس کی وجہ سے ان اداروں کو عموماً نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔

اس نقصان سے بچنے کے لیے یہ ادارے اگر شخصی ضمانت، رہن یا حوالہ وغیرہ کی شرط لگائیں تو یہ بالکل جائز ہوگا، فقہاء نے صراحت کے ساتھ اس بات کی اجازت دی ہے۔

یری الحنفیۃ جواز شرط الضمان فی العقد۔ لانہ من

معاملات میں ضمانت کی شرط کو فقہاء احناف نے جائز قرار دیا ہے اس لیے

الشروط التي تؤكد موجب	کہ یہ اس کی تکمیل میں کافی حد تک معاون
العقد و مقتضياته ، لكن جواز	ہوتا ہے، یہ جواز بطور استحصان ہے ورنہ
هذا الشرط جاء بالاستحسان	قیاس کا تقاضا یہ ہے کہ ایسی شرط نہ لگائی جائے۔
على خلاف القياس، ذلك	یہ ضمانت رہن، کفالت یا حوالہ کے ذریعہ
ان الرهن و الكفالة والحوالة	حاصل کی جاسکتی ہے اس سے قیمت
عقود شرعت توثيقا للثمن	کی ادائیگی کے امکانات کی مزید توثیق
فهي توجب تاكيد ما اوجبه	ہوتی ہے جو بیع کی وجہ سے خریدار کے
البيع وهو الثمن ۔ ۲۴؎	ذمہ لازم ہوتی ہے ۔

اس طرح ادائیگی میں تاخیر یا عدم ادائیگی کی صورت میں ان تجویزوں پر بھی عمل کیا جاسکتا ہے جو "عالمی اسلامی بینک برائے سرمایہ کاری" کے شرعی مشیر ڈاکٹر حسین حامد حسان نے پیش کی ہیں جو حسب ذیل ہیں:

۱۔ کسی حکم کی تعیناتی جو ادائیگی میں تاخیر کے نتیجہ میں بینک کو پہنچنے والے نقصان کا اندازہ کرے اور پھر یہ رقم خریدار سے وصول کی جائے ۔

۲۔ بینک کو اس بات کا اختیار کہ بیع فسخ کر دینے کے بعد وصول شدہ قسطوں کو ضبط کرلے تاکہ اس سے اس نقصان کی تلافی ہوسکے جو بینک کو پہنچا ہے ۔

۳۔ بقیہ قسطوں کی تحلیل اور فوری ادائیگی کا مطالبہ۔

مذکورہ صورتوں میں سے کسی پر بھی بینک عمل کرسکتا ہے اس لیے کہ قیمت کی عدم ادائیگی یا اس میں تاخیر اگر بغیر کسی معقول وجہ کے ہو تو یہ ایک طرح کا ظلم ہے۔ "مطل الغنی ظلم" (مال دار کا ٹال مٹول کرنا ظلم ہے) جمہور فقہاء نے ایسے شخص کے قید کیے جانے اور اس کی املاک کو فروخت کرکے قرض کی ادائیگی کی اجازت دی ہے ۔ اسی طرح بقیہ قسطوں کی تحلیل سے متعلق بھی یہ صراحت موجود ہے ۔

عليه الف ثمن جعله	کسی پر ہزار درہم قرض ہوں ، مالک نے
ربه نجوما ان اخل بنجم	ادائیگی کے لیے قسطیں مقرر کردی ہوں
حل الباقي فالامر	اور یہ شرط لگادی ہو کہ ایک بھی قسط وقت
كما شرطا ۔ ۲۵؎	پر وصول نہ ہوئی تو قرض کی بقیہ رقم فوراً وصول کی جائے گی تو یہ شرط لگانا جائز ہے۔

۲۵؎

مراجع

١ شرح فتح القدیر ٦/١٢٢
٢ عالمگیری ٣/١٦٠
٣ ردالمحتار علی الدرالمختار ۴/١٥٢
۴ بدائع الصنائع ٥/٢٢٠
٥ صحیح مسلم مع شرح النووی ۴/٩٨
٦ شرح فتح القدیر ٦/١٢٣
٧ ایضاً ٨ ایضاً
٩ عالمگیری ٣/١٦٢
١٠ المبسوط ١٣/٨۴
١١ بدائع الصنائع ٥/١٨٧
١٢ عالمگیری ٣/١٦٣ ١٣ المبسوط ١٣/٧٨
١۴ المبسوط ١٣/٨٦
١٥ عالمگیری ٣/١٦٢
١٦ المبسوط ١٣/٨٦
١٧ ترمذی ١٨ ابوداؤد ١٩ مسند احمد
٢٠ صحیحین، کتاب الایمان
٢١ المحلی ج ٨ المسئلہ ١١٢٥
٢٢ الفتاویٰ الشرعیۃ لبیت التمویل الکویتی ١/١٦
٢٣ فقہ السنۃ ٣/٧٣
٢۴ بدائع الصنائع ١٣/١٨
٢٥ ردالمحتار علی الدرالمختار ۴/٢۴